عقیدہ

اہل السنۃ والجماعۃ

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

عقیدہ
اہل السنۃ والجماعت
تالیف:
فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین حفظہ اللہ
دار السلام
DARUSSALAM
دار السلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض، ہیوسٹن، لاہور

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب

فون: 4033962-4043432 1 00966 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa

Website: www.dar-us-salam.com

---

❶ طریق مکۃ۔العلیا۔الریاض فون: 4614483 1 00966 فیکس: 4644945

❷ شارع اربعین۔الملز۔الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221

❸ جدّہ فون: 6879254 2 00966 فیکس: 6336270

❹ الخبر فون: 8692900 3 00966 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 6 00971 فیکس: 5632624

لندن فون: 5202666 208 0044 فیکس: 5217645 208

امریکہ ❶ ہوسٹن فون: 7220419 713 001 فیکس: 7220431

❷ نیویارک فون: 6255925 718 001 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 42 0092

فیکس: 7354072 **E-mail:** darussalampk@hotmail.com

❷ غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

❸ اُردو بازار گوجرانوالا فون: 741613-431-0092 فیکس: 741614

فہرست

تقدیم

عقیدہ کے موضوع پر مجھے ایک عمدہ اور مختصر کتاب کا پتہ چلا جس کو ہمارے برادر فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح بن عثیمین نے مرتب کیا ہے۔ میں نے شروع سے آخر تک پوری کتاب کو سنا۔ چنانچہ اس کتاب کو اللہ کی توحید اور اس کے اسماء و صفات کے احکام' فرشتوں' اللہ کی کتابوں' رسولوں' روز قیامت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان کے ابواب کو اہلسنّت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق پایا۔

مرتب نے بہت خوش اسلوبی سے اس کے مضامین کو یکجا کر کے کتاب کو نفع بخش بنا دیا ہے اور عقائد کے بہت سے ایسے قیمتی فوائد بھی شامل کر دیئے ہیں جنہیں ہر طالب علم' بلکہ ہر مسلم جاننے کا محتاج ہے' جو عقیدہ کی دیگر تالیفات میں نہیں پائے جاتے۔

اللہ تعالیٰ ان کو بہتر صلہ عطا فرمائے' ان کے علم و ہدایت میں مزید ترقی دے' ان کی اس کتاب اور دیگر تمام تالیفات کو نفع بخش بنائے۔ اللہ سے دعا گو ہوں کہ وہ مؤلف محترم' ہمیں اور ہمارے تمام مسلمان بھائیوں کو' حق کی رہنمائی کرنے والے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمائے' جو بصیرت کے ساتھ دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ انہ سمیع قریب۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

الرئیس العام

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

امابعد! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ آپ ﷺ سارے جہان کے لئے رحمت' تمام عمل کرنے والوں کے لئے نمونہ و اسوہ اور سارے بندوں کے لئے حجت و دلیل ثابت ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور اس کتاب و حکمت کے ذریعہ جو آپ پر نازل فرمائی' ہر اس چیز کو واضح فرما دیا جس میں بندوں کی بھلائی اور ان کے دینی و دنیاوی امور کی اصلاح مقصود تھی تاکہ ان کے عقائد صحیح اور ان کے اعمال درست ہوں اور وہ اعلیٰ اخلاق سے آراستہ اور بلند کردار سے بہرہ ور ہو سکیں۔

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو ایک روشن اور چمکدار شریعت پر چھوڑا جس کی رات بھی اس کے دن کی طرح روشن ہے' اس سے صرف وہی روگردانی اور پہلو تہی کرتا ہے جو ہلاکت سے دوچار ہونے والا ہے۔

اس راستے پر امت کے وہ لوگ چلے' جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول

ﷺ کی تابعداری اختیار کی اور یہ کائنات کے بہترین لوگ صحابہ کرام' تابعین عظام اور وہ برگزیدہ لوگ ہیں' جنہوں نے احسان و اخلاص کے ساتھ ان کی اتباع کی۔ چنانچہ انہوں نے شریعت اسلامیہ کو قائم کیا اور سنت محمدیہ پر عمل پیرا ہوئے اور اپنے عقائد و عبادات اور اخلاق و آداب کو اسی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی اور اس پر مضبوطی سے جمے رہے۔

چنانچہ وہ اس طور و طریقے سے اس جماعت کے مصداق ٹھہرے جس کے متعلق ارشاد نبوی ہے کہ "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا جس کو اللہ کی تائید حاصل ہو گی۔ انکی مخالفت کرنے والے اور انکا ساتھ نہ دینے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے تا آنکہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ پہنچے اور وہ اسی پر قائم ہوں۔"

اور ہم لوگ بحمد للہ ان ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور کتاب و سنت کے مطابق ان کے حیات و حالات سے فیضاب و ہدایت یاب ہو رہے ہیں۔ ہم یہ تحدیث نعمت (اظہار نعمت) کے طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہر مسلمان کو اسی طرح ہونا چاہیئے۔

اور ہم بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور سارے مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں قول ثابت پر ثابت قدمی اور استقامت نصیب کرے اور ہمارے لئے اپنی رحمت و نعمت کا دروازہ کھول دے۔ بلاشبہ وہ بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

اس موضوع کی اہمیت اور اس سلسلہ میں لوگوں کے مختلف افکار و نظریات کے پیش نظر میرا جی چاہا کہ میں اہلسنّت و الجماعت کے عقیدے کو اختصار کے ساتھ تحریر کروں اور وہ درج ذیل نکات پر مشتمل ہے:

"اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں' روز آخرت اور اس بات پر ایمان کا نام ہے کہ اچھی بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے۔"

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو اپنی ذات کے لئے خالص اور اپنی رضا و خوشنودی کے مطابق کرے اور اپنے بندوں کے لئے نفع بخش بنائے۔ ((آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن))

محمد بن صالح عثیمین

فصل : اول

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اسکی کتابوں' اسکے رسولوں' روز آخرت اور اس بات پر ایمان لانا ہے کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ پرورش کرنے والا اور پیدا کرنے والا ہے اور ساری چیزوں کا مالک اور مدبر ہے اور ہم اس کی الوہیت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ معبود برحق ہے اور اس کے علاوہ سارے معبود باطل ہیں۔ اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اسماء حسنیٰ اور صفات کاملہ اسی کے لئے خاص ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر بھی ایمان رکھتے ہیں' یعنی ربوبیت' الوہیت اور اسماء و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ رَّبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَٱعْبُدْهُ وَٱصْطَبِرْ لِعِبَٰدَتِهِۦ ۚ هَلْ تَعْلَمُ لَهُۥ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ﴾ (مریم ۱۹/ ۶۵)

"(وہ یعنی) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' سب کا پروردگار ہے' سو تو اسی کی عبادت کیا کر اور اسی کی عبادت پر قائم رہ' کیا ہے کوئی ہستی تمہارے علم میں اس کے ہم پایہ؟"

اسماء حسنیٰ: ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْحَىُّ ٱلْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُۥ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَّهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِى ٱلْأَرْضِ ۗ مَن ذَا ٱلَّذِى يَشْفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذْنِهِۦ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَىْءٍ مِّنْ عِلْمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾ ﴾ (البقرة۲/ ۲۵۵)

"اللہ (وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ زندہ ہے (اور) ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کی ملک ہے۔ کون ایسا ہے جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر (کسی کی) سفارش کر سکے؟ جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے وہ سب کو جانتا ہے اور وہ (لوگ) اس کے علم میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے' ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (معلوم کرا دیتا ہے) اس کی کرسی آسمانوں اور زمین کو حاوی ہے اور اس پر ان

(آسمانوں اور زمین) کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں' اور وہ بڑا عالی (اور) عظیم الشان ہے۔"

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

﴿هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِى لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْمَلِكُ ٱلْقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلْمُؤْمِنُ ٱلْمُهَيْمِنُ ٱلْعَزِيزُ ٱلْجَبَّارُ ٱلْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٢٣﴾ هُوَ ٱللَّهُ ٱلْخَٰلِقُ ٱلْبَارِئُ ٱلْمُصَوِّرُ ۖ لَهُ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ ۚ يُسَبِّحُ لَهُۥ مَا فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٢٤﴾﴾ (الحشر ۵۹/ ۲۳-۲۴)

"وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے' وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ بادشاہ (حقیقی) پاک (ذات) سالم' امن دینے والا' نگہبان' غالب' زبردست (اور) بڑائی والا ہے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے' وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق' ایجاد و اختراع کرنے والا (اور) صورتیں بنانے والا ہے' اسی کے سب اچھے اچھے نام ہیں' آسمانوں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں' سب اسی کی تسبیح کرتی ہیں اور وہی غالب (اور) حکمت والا ہے۔"

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت (صرف) اسی (اللہ) کیلئے ہے۔ جس کی دلیل ذیل کی آیات ہیں:

﴿ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَن يَشَآءُ إِنَٰثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَآءُ ٱلذُّكُورَ ﴿٤٩﴾ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَٰثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَآءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُۥ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ ﴾ (الشوری۴۲/ ۴۹۔۵۰)

"وہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے' جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطاء کرتا ہے۔ یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں (دونوں) عطا کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بے شک وہ علم والا (اور) قدرت والا ہے۔"

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اس پاک ذات کے یہ اوصاف ہیں:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿١١﴾ لَهُۥ مَقَالِيدُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٢﴾ ﴾ (الشوری۴۲/ ۱۱۔۱۲)

"کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے اور وہ (سب کچھ) سننے (اور) دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کے خزانے صرف اس کے پاس ہیں۔ وہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کرتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز سے واقف ہے۔"

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

﴿ وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِى ٱلْأَرْضِ إِلَّا عَلَى ٱللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٦﴾ ﴾ (ھود۱۱/ ۶)

''اور زمین پر چلنے پھرنے والی ہر چیز کا رزق اللہ تعالیٰ ہی کے ذمہ ہے اور وہ ہر ایک کے مستقل اور عارضی ٹھکانے کو بھی جانتا ہے۔ ہر چیز روشن کتاب (لوح محفوظ) میں درج ہے۔''

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

﴿ وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِى ظُلُمَٰتِ ٱلْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٥٩﴾ ﴾

(الأنعام٦/ ٥٩)

''اور اس کے پاس غیب کے خزانے ہیں' انہیں اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا ہے اور اسے خشکی اور سمندر کی سب چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ' کوئی تر اور خشک چیز نہیں' مگر (یہ سب) روشن کتاب میں (درج) ہے۔''

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلسَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ ٱلْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِى ٱلْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِى نَفْسٌۢ بِأَىِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌۢ ﴿٣٤﴾ ﴾ (لقمان٣١/ ٣٤)

''بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے' وہی بارش برساتا ہے اور وہی

جانتا ہے کہ رحم میں کیا ہے؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا؟ اور نہ کوئی متنفس یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا؟ بے شک اللہ ہی علم (اور) خبر رکھنے والا ہے۔"

اللہ کے صفت کلام اور صفت علم پر ایمان: ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے، جب چاہے، جیسے چاہے کلام فرماتا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكۡلِيمٗا ﴿١٦٤﴾ ﴾ (النساء٤/ ١٦٤)

"اور اللہ نے موسیٰ سے (خاص طور پر) کلام فرمایا۔"

﴿ وَلَمَّا جَآءَ مُوسَىٰ لِمِيقَٰتِنَا وَكَلَّمَهُۥ رَبُّهُۥ ﴾ (الأعراف٧/ ١٤٣)

"اور جب موسیٰ ہمارے وقت (موعود) پر آ گئے اور ان سے ان کا پروردگار ہم کلام ہوا۔"

اور فرمایا:

﴿ وَنَٰدَيۡنَٰهُ مِن جَانِبِ ٱلطُّورِ ٱلۡأَيۡمَنِ وَقَرَّبۡنَٰهُ نَجِيّٗا ﴿٥٢﴾ ﴾

(مریم١٩/ ٥٢)

"اور ہم نے انہیں "طور" کی دائیں جانب سے آواز دی اور باتیں (سرگوشیاں) کرنے کے لئے نزدیک بلایا۔"

ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ذات ایسی ہے کہ:

﴿ قُل لَّوۡ كَانَ ٱلۡبَحۡرُ مِدَادٗا لِّكَلِمَٰتِ رَبِّي لَنَفِدَ ٱلۡبَحۡرُ قَبۡلَ أَن تَنفَدَ

كَلِمَٰتُ رَبِّي﴾ (الكهف١٨/ ١٠٩)

"اگر سمندر میرے پروردگار کے کلمات کو لکھنے کے لئے روشنائی بن جائے تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں' وہ ختم ہو جائے۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّمَا فِي ٱلْأَرْضِ مِن شَجَرَةٍ أَقْلَٰمٌ وَٱلْبَحْرُ يَمُدُّهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمَٰتُ ٱللَّهِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٧﴾﴾ (لقمان٣١/ ٢٧)

"اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم بن جائیں اور سمندر (کا تمام پانی) روشنائی ہو (اور) اس کے بعد سات سمندر اور (روشنائی ہو جائیں) تو بھی اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ بے شک اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔"

ہم اس بات کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ معلومات کی سچائی' احکام کے معتدل ہونے اور طرز بیان کی خوبی و خوش اسلوبی میں اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے کامل ترین ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ﴾ (الأنعام٦/ ١١٥)

"اور آپ کے پروردگار کی بات صدق و عدل کے لحاظ سے کامل ہے۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ ٱللَّهِ حَدِيثًا ﴿٨٧﴾ ﴾ (النساء٤/ ٨٧)

"اور اللہ سے بڑھ کر کون بات کا سچا ہے؟"

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' یقیناً اللہ نے یہ کلام کیا اور حضرت جبریل علیہ السلام پر القاء فرمایا ہے اور پھر وہ اسے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ ارشاد ہے:

﴿ قُلْ نَزَّلَهُۥ رُوحُ ٱلْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِٱلْحَقِّ ﴾

(النحل١٦/ ١٠٢)

"آپ کہہ دیجئے کہ اسے روح القدس آپ کے پروردگار کے پاس سے سچائی کے ساتھ لے کر نازل ہوئے ہیں۔"

پھر فرمایا:

﴿ وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ ٱلرُّوحُ ٱلْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ ٱلْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ ﴾

(الشعراء٢٦/ ١٩٢_١٩٥)

"اور بے شک یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے' اسے روح امین (جبریل) نے آپ کے دل پر اتارا ہے تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں' صاف صاف عربی زبان میں۔"

اللہ تعالیٰ کے صفت علو' استوا اور معیت پر ایمان : ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات کے اعتبار سے اپنے بندوں سے بلند تر ہے۔

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا درج ذیل ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَهُوَ ٱلْعَلِيُّ ٱلْعَظِيمُ ﴿٢٥٥﴾ ﴾ (البقرة٢/ ٢٥٥)

"اور وہ بڑا عالی (اور) عظیم الشان ہے۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿ وَهُوَ ٱلْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْخَبِيرُ ﴿١٨﴾ ﴾

(الأنعام٦/ ١٨)

"اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ دانا (اور اپنے بندوں کے احوال سے) باخبر ہے۔"

اور ہم اس بات کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ:

﴿ إِنَّ رَبَّكُمُ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ فِى سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰ عَلَى ٱلْعَرْشِ ۖ يُدَبِّرُ ٱلْأَمْرَ ﴾ (یونس١٠/ ٣)

"(اسی نے) آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے' پھر عرش بریں پر مستوی ہوا۔ (وہی ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے۔"

اور اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا مطلب' اس کا اپنی ذات کے ساتھ ایک خاص اور شایان شان طریقے سے عرش پر بلند ہونا ہے' جس کی کیفیت و حالت اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش بریں پر ہوتے ہوئے اپنے بندوں کے احوال سے پوری طرح واقف ہے' ان کی باتوں کو سنتا اور ان کے اعمال کو دیکھتا ہے اور ان کے معاملات کو نظم و تدبیر سے چلاتا ہے' فقیر کو رزق دیتا ہے۔ ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے' جس کو چاہتا ہے بادشاہت عطا کرتا ہے' جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے' جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے' جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ اسی ذات پاک کے ہاتھ میں ساری بھلائی کی چیزیں ہیں اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔

جو ذات پاک ایسی شان و صفات کے ساتھ آراستہ ہو وہ واقعی (علم و قدرت کے ساتھ) ہر لمحہ اپنی مخلوق کے ساتھ ہوتی ہے' اگرچہ وہ حقیقی طور پر ان کے اوپر عرش پر ہی متمکن و مستوی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿١١﴾ ﴾

(الشوریٰ ۴۲/ ۱۱)

"کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے اور وہ (سب کچھ) سننے (اور) دیکھنے والا ہے۔"

اللہ کا دنیا میں مخلوق کے ساتھ وجود کا کافرانہ عقیدہ: ہم جہمیہ کے فرقہ حلولیہ اور دیگر (باطل) گروہوں کی طرح یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کے ساتھ زمین میں موجود ہے اور ہم ایسے عقیدے کے حامل لوگوں کو

کافر یا گمراہ سمجھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ایسے نقائص و عیوب کے ساتھ متصف کیا ہے جو اس کے لئے شایان شان نہیں ہیں۔

اللہ کے آسمان دنیا پر نزول پر ایمان : ہم اللہ تعالیٰ کی بابت اس بات کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں جس کی رسول اللہ ﷺ نے (ہمیں) خبر دی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصے میں آسمان دنیا پر نزول فرما کر یہ اعلان فرماتا ہے کہ "کون ہے جو مجھے پکارے میں اس کی پکار کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے عطا کر دوں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے میں اسے معاف کر دوں؟"

ہم اس کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے تشریف لائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿ كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ ٱلْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝٢١ وَجَآءَ رَبُّكَ وَٱلْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝٢٢ وَجِاْىٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۚ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ ٱلْإِنسَٰنُ وَأَنَّىٰ لَهُ ٱلذِّكْرَىٰ ۝٢٣ ﴾ (الفجر ۸۹/ ۲۱-۲۳)

"یہ بات ہرگز نہیں (کہ عذاب نہ ہو گا) جس روز زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور آپ ﷺ کا پروردگار جلوہ افروز ہو گا اور فرشتے قطار در قطار آئیں گے اور جہنم کو اس روز لایا جائے گا۔ اس روز انسان کو سمجھ آ جائے گی (اور اپنے اعمال پر شرمندہ ہو گا) اور

(اس وقت) سمجھنے کا کیا فائدہ!''

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ﴿ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴾ (بروج ۸۵/۱۶) ''یعنی جو چاہے کر گزرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے ارادے کی اقسام: ہم یہ اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ارادے کی دو قسمیں ہیں:

1 **ارادہ کونیہ:** جس کا ہونا ضروری اور لازمی ہے' لیکن اس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہونا ضروری نہیں ہے اور یہ مشیت الٰہی کے ہم معنی ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَا ٱقْتَتَلُوا۟ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ﴿٢٥٣﴾ ﴾

(البقرة۲/ ۲۵۳)

''اور اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو وہ (لوگ) آپس میں خونریزی نہ کرتے' لیکن اللہ تعالیٰ جو ارادہ کر لیتا ہے' کر گزرتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ إِن كَانَ ٱللَّهُ يُرِيدُ أَن يُغْوِيَكُمْ ۚ هُوَ رَبُّكُمْ ﴾ (ھود۱۱/ ۳٤)

''جب کہ اللہ تعالیٰ تمہیں گمراہ کرنا چاہیں' وہی تمہارا پروردگار ہے۔''

2 **ارادہ شرعیہ:** ارادہ کی دوسری قسم ارادہ شرعیہ ہے' جس کی مراد کا وقوع پذیر ہونا ضروری نہیں' البتہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہونا ضروری ہے'

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ وَٱللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ ﴾ (النساء٤/ ٢٧)

"اور اللہ تو چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول فرمائے۔"

اللہ کا ہر ارادہ (تکوینی یا تشریعی) حکمت پر مبنی ہے: ہم اس پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کونی اور شرعی مراد اس کی حکمت کے تابع ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو پیدا کرنے کا ارادہ کرے' یا جس چیز کے ذریعے مخلوق سے شرعاً کسی عبادت کا تقاضا کرے' اس میں ضرور کوئی حکمت ہوتی ہے اور حکمت کے مطابق وجود میں آتی ہے' چاہے اس حکمت کو ہماری عقل سمجھ سکی ہو' یا نہ سمجھ سکی ہو۔ ارشاد ہے:

﴿ أَلَيْسَ ٱللَّهُ بِأَحْكَمِ ٱلْحَٰكِمِينَ ﴿٨﴾ ﴾ (التین٩٥/ ٨)

"کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں؟؟"

﴿ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ ٱللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٥٠﴾ ﴾

(المائدة٥/ ٥٠)

"جو قوم یقین (و ایمان) رکھتی ہو اس کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کس کا ہو سکتا ہے؟؟"

اللہ تعالیٰ کی صفت محبت' خوشنودی' ناگواری اور غضب: ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت فرماتا ہے اور وہ اس سے محبت و

عقیدت رکھتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ ﴾ (آل عمران۳/ ۳۱)

"(اے پیغمبر) آپ (ان لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا۔"

اور فرمایا:

﴿ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ﴾ (المائدۃ۵/ ۵۴)

"پس عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو (وجود میں) لے آئے گا جن کو وہ دوست رکھے گا اور وہ اسے محبوب جانیں گے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٦﴾ ﴾ (آل عمران۳/ ۱۴۶)

"اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٩﴾ ﴾ (الحجرات۴۹/ ۹)

"اور انصاف کرتے رہو' بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ وَأَحْسِنُوا ۛ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٩٥﴾ ﴾ (البقرۃ۲/ ۱۹۵)

"اور نیکی کرو' یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے مشروع کردہ اعمال و اقوال (کے کرنے پر) راضی ہوتا ہے اور جن کاموں سے اس نے منع فرمایا ہے ان کو ناپسند سمجھتے ہیں' ارشاد ہے:

﴿ إِن تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ﴾ (الزمر۳۹/ ۷)

"اگر تم ناشکری کرو گے تو (سن لو کہ) اللہ تعالیٰ تم سے بے نیاز و بے پروا ہے اور وہ اپنے بندوں کے لئے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرلے گا۔"

مزید فرمایا:

﴿ وَلَٰكِن كَرِهَ اللَّهُ انبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ ﴿٤٦﴾ ﴾ (التوبۃ۹/ ٤٦)

"لیکن اللہ نے ان کے جانے کو پسند ہی نہ کیا' اسی لئے انہیں جمے رہنے دیا اور کہہ دیا گیا کہ بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھے رہو۔"

اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والوں سے راضی اور خوش ہوتے ہیں۔ فرمایا:

﴿ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴿٨﴾ ﴾

(البینۃ۹۸/ ۸)

"اللہ ان سے خوش اور وہ اس سے خوش' یہ (صلہ) اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا۔"

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کفار اور ان کے علاوہ جو لوگ بھی غضب و غصہ کے مستحق ہیں ان سے غضبناک اور ناراض ہوتا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ ٱلظَّآنِّينَ بِٱللَّهِ ظَنَّ ٱلسَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ ٱلسَّوْءِ ۖ وَغَضِبَ ٱللَّهُ ﴾ (الفتح۴۸/ ۶)

"جو اللہ کے بارے میں برے برے گمان رکھتے ہیں ان پر برا وقت آنے والا ہے اور اللہ ان پر غضبناک ہوا ہے۔"

مزید فرمایا:

﴿ وَلَٰكِن مَّن شَرَحَ بِٱلْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ﴾ (النحل۱۶/ ۱۰۶)

"اور لیکن جس نے کھلے دل سے کفر کیا تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہو گا اور ان کو بڑا عذاب ہو گا۔"

اللہ تعالیٰ کی بعض صفات ذاتیہ: ہم اس بات کا بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا چہرہ "وجہ" ہے جو کہ عظمت و شان سے متصف ہے۔ فرمایا:

﴿ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو ٱلْجَلَٰلِ وَٱلْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ ﴾ (الرحمن ۵۵/ ۲۷)

”اور (صرف) آپ کے پروردگار کی ذات ہی جو عظمت و شان والی ہے' باقی رہ جانے والی ہے۔“

اور ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے ہاتھ بھی مانتے ہیں جو کہ جودوسخاء اور عظمت والے ہیں۔ فرمایا:

﴿ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ﴾ (المائدہ۵/ ٦٤)

”بلکہ اس کے دونوں ہاتھ (خوب) کھلے ہوئے ہیں' وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٧﴾ ﴾ (الزمر۳۹/ ٦٧)

”اور ان (لوگوں) نے اللہ کی قدر شناسی جیسی کرنی چاہیئے تھی' نہیں کی' حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہو گی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے' وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔“

ہم اللہ تعالیٰ کے لئے حقیقی طور پر دو آنکھوں کے قائل ہیں' جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا ﴾ (ہود۱۱/ ۳۷)

"اور تم ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کرو۔"

نیز رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

«حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لأَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهِ مَا انْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ»(مسلم: كتاب الإيمان ح: ٢٩٣)

"اس کا حجاب نور ہے اگر وہ اس کو ہٹا دے تو اس کے چہرے کی کرنوں سے تاحد نگاہ ساری مخلوقات جل کر خاک ہو جائیں۔"

اہلسنّت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کی دو آنکھیں ہیں۔ اس کی تائید نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو دجال کے متعلق ہے' فرمایا:

«إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ»(بخاري، كتاب الفتن، ح: ٧١٢٧)

"بے شک وہ (دجال) یک چشم ہے اور تمہارا رب کانا نہیں۔"

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے:

﴿ لَا تُدْرِكُهُ ٱلْأَبْصَٰرُ وَهُوَ يُدْرِكُ ٱلْأَبْصَٰرَ وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلْخَبِيرُ ﴿١٠٣﴾ ﴾ (الأنعام٦/ ١٠٣)

"نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کئے ہوئے ہے اور وہ بڑا باریک بیں (اور) باخبر ہے۔"

اہل ایمان کے لئے اپنے رب کا دیدار: ہمارا ایمان ہے کہ صاحب ایمان قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے' فرمایا:

﴿ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿٢٢﴾ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿٢٣﴾ ﴾

(القیامۃ۷۵/ ۲۲۔۲۳)

"اور کتنے ہی چہرے اس روز ہشاش بشاش و بارونق اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔"

اللہ تعالیٰ کی مثل ہونا ناممکن ہے: ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ و اکمل صفات کی وجہ سے کائنات کی کوئی چیز اس جیسی نہیں۔ فرمایا:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿١١﴾ ﴾

(الشوریٰ۴۲/ ۱۱)

"کائنات کی کوئی چیز اس کے مثل نہیں اور وہی (ہر بات کا) سننے (اور ہر چیز کو) دیکھنے والا ہے۔"

اللہ اونگھ' نیند' ظلم' غفلت' عاجزی اور تھکاوٹ سے پاک ہے: ہمارا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کامل حیات اور مکمل قیومیت کی وجہ سے یہ شان رکھتا ہے کہ:

﴿ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ﴾ (البقرۃ۲/ ۲۵۵)

"اسے اونگھ آ سکتی ہے اور نہ ہی نیند۔"

اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے کمال عدل و انصاف کی وجہ سے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اور وہ اپنی مکمل نگہبانی اور کامل احاطے کی بدولت اپنے بندوں کے اعمال و احوال سے ایک پل بھی غافل نہیں ہوتا۔ اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کمال علم و قدرت کی وجہ سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز اسے عاجز نہیں کر سکتی۔ فرمایا:

﴿إِنَّمَآ أَمۡرُهُۥٓ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾﴾ (یسین ۳۶/ ۸۲)

"اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز (کے پیدا کرنے) کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔"

اور اس کی کامل طاقت و قوت کی وجہ سے نہ اس کو کوئی تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے اور نہ ہی معذوری اور عاجزی۔ ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَ وَمَا بَيۡنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٖ وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٖ ﴿٣٨﴾﴾ (ق ۵۰/ ۳۸)

"اور ہم نے آسمانوں' زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے' سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں ذرا تھکاوٹ نہ ہوئی۔"

کیف و تمثیل کے بغیر صفات الٰہی کا اثبات: ہم اللہ تعالیٰ کے ان تمام اسمائے حسنیٰ اور اعلیٰ صفات پر ایمان رکھتے ہیں جن کا خود اس نے یا اس کے

رسول ﷺ نے اثبات فرمایا ہے۔ لیکن ہم اسے دو بڑی غلطیوں تمثیل اور تکییف سے مبرا مانتے ہیں:

① **تمثیل:** تمثیل یہ ہے کہ کوئی مماثلت کرنے والا اپنے دل یا زبان سے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بعینہٖ مخلوق کی صفات کی طرح ہیں۔

② **تکییف:** تکییف یہ ہے کہ دل یا زبان سے یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ایسی ایسی ہیں۔ (یعنی کیفیت بیان کرنا۔)

اور ہم ہر اس چیز کے انکار و نفی پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں جس کی خود اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق نفی کی ہے' یا اس کے رسول ﷺ نے اسے اس سے منزہ و مبرا قرار دیا ہے اور ہمارا اس بات پر بھی یقین ہے کہ یہ نفی اس کی ضد کے کامل اثبات کا تقاضا کرتی ہے۔

اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے سکوت پر خاموشی اختیار کرنا: ہم ہر اس چیز سے خاموشی اختیار کرتے ہیں جس سے اللہ اور اس کے رسول نے سکوت فرمایا۔

اس راستے پر چلنا ضروری ہے اس لئے کہ..... ہم یقین رکھتے ہیں کہ اس راستہ پر چلنا فرض اور ضروری ہے' کیونکہ جس کا اللہ تعالیٰ نے بذات خود اپنے لئے اثبات کیا ہے' یا اپنی ذات سے اس کی نفی کی ہے' ایک ایسی خبر ہے

جس کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے متعلق واضح کیا ہے اور وہ اپنے متعلق سب سے زیادہ جاننے والا اور سب سے زیادہ راست گو اور بہترین کلام کرنے والا ہے اور بندے اس کی ذات کا ادراک و احاطہ نہیں کر سکتے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے جس چیز کا اللہ تعالیٰ کے لئے اثبات کیا ہے' یا جس چیز کی اللہ تعالیٰ سے نفی فرمائی ہے وہ ایسی خبر ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے متعلق اطلاع خود آنحضرت ﷺ نے دی ہے۔ جبکہ آپ اپنے رب کو سب سے زیادہ جاننے والے مخلوق کو سب سے زیادہ نصیحت کرنے والے' سب سے زیادہ سچے اور سب سے زیادہ فصاحت و بلاغت والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کلام کا حسن بیان : اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام علم و صدق اور وضاحت و بیان کے اعتبار سے کامل ترین ہے۔ پس اس کو مسترد کرنے میں کوئی عذر اور اس کے قبول کرنے میں کوئی تردد نہیں ہونا چاہیئے۔

فصل دوم

اسماء صفات الٰہی اور سلف صالحین

ہم نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق اجمالی یا تفصیلی' اثبات یا نفی کی صورت میں جو کچھ ذکر کیا ہے' اس کو کتاب و سنت کی روشنی میں پیش کیا اور ہم نے اس میں اسلاف امت اور ان کے بعد آنے والے ائمہ حق و ہدایت کے نقش قدم کی پیروی کی ہے۔

کتاب و سنت کی نصوص کے ظاہری معنی کی اہمیت: ہمارے نزدیک کتاب و سنت کے نصوص کو ان کے ظاہری معانی اور اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق حقائق پر محمول کرنا واجب ہے۔

اہل تحریف و تعطیل اور نصوص میں غلو کرنیوالوں سے براءت: ہم محرفین (صحیح مفہوم کو بدلنے والوں) کے مسلک سے براءت کا اظہار کرتے ہیں' جس کو انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد و مراد کے خلاف

اختیار کیا ہے۔ اسی طرح ہم معطلین کے اس نقطہ کو بھی نظرانداز کرتے ہیں' جسے انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مقصد و مراد کے خلاف اختیار کیا ہے۔ اور نیز ہم غلو کرنے والوں کی رائے اور طریق سے بھی اظہار براءت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ صفات کی کیفیت بیان کرتے ہیں یا ان کو کسی چیز سے مشابہ قرار دیتے ہیں۔

کتاب و سنت حق ہے: ہمیں کامل یقین ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت میں وارد ہوا ہے وہ برحق ہے۔ اور ان میں کسی قسم کا کوئی تعارض یا تناقض نہیں۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

﴿ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ﴾ (النساء٤/ ٨٢)

"بھلا یہ لوگ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے! اگر یہ (قرآن) اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بڑا اختلاف پاتے۔"

نیز خبروں میں باہمی ٹکراؤ سے ایک حصے کی دوسرے حصے سے تکذیب ہونا لازمی امر ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے منقول خبروں میں ایسا ہونا محال و ناممکن ہے۔

تناقض اسلام کا مدعی گمراہ ہے: جو شخص کتاب اللہ میں' سنت رسول اللہ ﷺ میں' یا ان دونوں کے درمیان تعارض اور تناقض (ٹکراؤ) کا دعویٰ کرے تو

اس کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس کا یہ دعویٰ اس کی بدنیتی اور دل کی کجی پر مبنی ہے۔ چنانچہ اسے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار اور اپنے اس گمراہ نظریہ سے رجوع کرنا چاہیئے۔

جس کو کتاب اللہ' سنت رسول اللہ ﷺ میں' یا ان دونوں کے درمیان تعارض یا ٹکراؤ کا وہم و شبہ ہو تو اس کی وجہ محض اس کی کم فہمی' کم علمی یا پھر عقل و تدبیر کی کوتاہی ہے۔ چنانچہ اسے علم کی تلاش اور تدبر کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ اس پر حق واضح ہو جائے۔ اگر اس کے باوجود حق واضح نہ ہو تو معاملہ کسی صاحب علم پر چھوڑ دے' اور اپنے توہمات سے باز آجائے اور پختہ اہل علم کی طرح یوں کہے:

﴿ ءَامَنَّا بِهِۦ كُلٌّ مِّنۡ عِندِ رَبِّنَاۗ ﴾ (آل عمران ۳/ ۷)

"ہم اس پر ایمان لائے ہیں (یہ) سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔"

اور اس بات پر پختہ یقین رکھے کہ کتاب و سنت میں یا ان کے درمیان کوئی باہمی تعارض یا ٹکراؤ ہے نہ ان میں کوئی اختلاف۔

فصل سوم

فرشتوں پر ایمان

ہم اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات پر بھی کہ وہ:

﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾﴾ (الأنبياء ٢١/ ٢٦_٢٧)

"(فرشتے اللہ تعالیٰ کے) مکرم بندے ہیں' اس کے حضور بڑھ کر نہیں بولتے اور بس وہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا فرمایا ہے اور وہ اس کی عبادت و اطاعت میں پوری طرح مصروف ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ﴿١٩﴾ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿٢٠﴾﴾ (الأنبياء ٢١/ ١٩_٢٠)

"وہ (فرشتے) اس کی عبادت سے سرکشی کرتے ہیں نہ ہی اکتاتے ہیں' بس شب و روز اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں' دم نہیں لیتے۔" اللہ تعالیٰ نے ان کو ہماری نظروں سے اوجھل کر رکھا ہے اس لئے ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔ تاہم

بعض مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو ان کا مشاہدہ کرا بھی دیا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل و صورت میں دیکھا ہے' ان کے چھ سو پر تھے اور انہوں نے پورے افق کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اسی طرح جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے ایک عام انسانی شکل میں نمودار ہوئے تھے اور دونوں نے ایک دوسرے سے بات چیت بھی کی تھی۔

اسی طرح ایک دفعہ صحابہ موجود تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک غیر معروف شخص کی شکل میں حاضر ہوئے' ان پر سفر کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے' کپڑے انتہائی سفید اور بال نہایت سیاہ تھے۔ اپنے گھٹنوں کو نبی ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ لگا کر بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر آپ سے ہمکلام ہوئے۔ (ان کے جانے کے بعد) آپ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھے۔

بعض اعمال کے مکلف فرشتے: ہمارا ایمان ہے کہ فرشتوں کو کچھ مخصوص کاموں کا مکلف بنایا گیا ہے۔ چنانچہ ان میں سے ایک حضرت جبریل علیہ السلام ہیں جن کو وحی کا کام سونپا گیا تھا جسے وہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل میں سے جس پر اللہ تعالیٰ چاہتا نازل ہوتے رہے ہیں۔ اور ان میں سے ایک حضرت میکائیل ہیں جو بارش برسانے اور کھیتی اگانے پر مامور ہیں۔ اور ایک حضرت اسرافیل ہیں جو قیامت آنے پر پہلے لوگوں کو بے ہوش پھر دوبارہ زندہ کرتے وقت صور پھونکنے

پر مامور ہیں۔

ان میں ایک ملک الموت ہیں جو موت آنے پر روح قبض کرنے پر مامور ہیں۔ ایک ملک الجبال ہیں جن کو پہاڑوں کے امور سونپے گئے ہیں اور ایک فرشتہ مالک ہے جو جہنم کا داروغہ ہے۔

اسی طرح کچھ فرشتے ماں کے پیٹ میں بچوں کی حفاظت اور دیکھ بال کے لئے مقرر ہیں اور کچھ انسانوں کی حفاظت اور ان کے اعمال کی کتابت اور لکھائی پر مقرر ہیں' نیز ہر شخص پر دو دو فرشتے مقرر ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ عَنِ ٱلْيَمِينِ وَعَنِ ٱلشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٧﴾ مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿١٨﴾ ﴾ (ق ۵۰/ ۱۷۔۱۸)

"دائیں اور بائیں بیٹھے ہیں' کوئی بات اس کے منہ سے نہیں نکلتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس (لکھنے کے لئے) تیار رہتا ہے۔"

اور کچھ فرشتے (جن کو ہم منکر نکیر کہتے ہیں) میت سے سوال کرنے پر مقرر ہیں' جب میت کو مرنے کے بعد اس کی آخری آرامگاہ (یعنی قبر میں) پہنچا دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سوال کرنے والے فرشتے آتے ہیں جو اس سے اس کے رب' اس کے دین اور اس کے نبی کی بابت سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ ۖ وَيُضِلُّ ٱللَّهُ ٱلظَّٰلِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ ٱللَّهُ مَا

يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ (ابراهيم١٤/ ٢٧)

"اللہ ایمان والوں کو دنیا میں بھی پکی اور محکم بات پر مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (پکا رکھے گا) اور ظالموں کو گمراہ رکھتا ہے' اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

اور کچھ فرشتے اہل جنت (کی خدمت) پر مقرر ہیں' جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ عُقْبَى ٱلدَّارِ ﴿٢٤﴾ ﴾ (الرعد١٣/ ٢٣-٢٤)

"اور فرشتے ہر طرف سے ان کے استقبال کے لئے آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو (یہ) تمہارے صبر اور ثابت قدمی کے سبب ہے۔ پس کیا ہی خوب ہے آخرت کا گھر۔"

البیت المعمور: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

«اَلْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ يُصَلِّيْ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوْا لَمْ يَعُوْدُوْا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ»

(بخاري، كتاب بدء الخلق ح:٣٢٠٧)

"آسمان میں بیت معمور ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق وہ اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ جو ایک مرتبہ داخل ہو جاتے ہیں پھر دوبارہ کبھی انکی باری نہیں آتی۔"

فصل چہارم

کتابوں پر ایمان

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کچھ کتابیں نازل فرمائیں تاکہ جہانوں کیلئے حجت اور عمل کرنے والوں کے لئے دستور حیات ثابت ہوں اور پیغمبران کتابوں کے ذریعے لوگوں کو (دین و) حکمت کی تعلیم دیتے اور ان کے دلوں کا تزکیہ کرتے رہے ہیں۔ ہمارا اس پر بھی اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول پر کتاب نازل فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْمِيزَانَ لِيَقُومَ ٱلنَّاسُ بِٱلْقِسْطِ﴾ (الحدید٥٦/ ٢٥)

"ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیوں کے ساتھ بھیجا ہے اور ان پر کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔"

چند کتب سماوی: ہمیں ان کتابوں میں سے حسب ذیل کتابوں کا علم ہے:

تورات: جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ بنی

اسرائیل کی عظیم ترین کتاب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ وَٱلرَّبَّـٰنِيُّونَ وَٱلْأَحْبَارُ بِمَا ٱسْتُحْفِظُوا۟ مِن كِتَـٰبِ ٱللَّهِ وَكَانُوا۟ عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ﴾ (المائدہ٥/ ٤٤)

"جس میں ہدایت اور روشنی تھی سارے نبی جو فرمانبردار تھے' اسی کے مطابق یہودیوں کو حکم دیتے رہے اور اسی طرح مشائخ و علماء بھی اس کا حکم دیتے رہے' کیونکہ انہیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور وہ اس پر گواہ تھے۔"

انجیل: جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ وہ توراۃ کی تصدیق اور اس کی تکمیل تھی۔ ارشاد ہے:

﴿ وَءَاتَيْنَـٰهُ ٱلْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٦﴾ ﴾ (المائدہ٥/ ٤٦)

"اور ہم نے اس (عیسیٰ علیہ السلام) کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور وہ تورات کی جو اس سے پہلی کتاب ہے تصدیق کرنے والی ہے اور پرہیز گار لوگوں کے لئے سراسر ہدایت اور نصیحت ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۚ وَجِئْتُكُم

بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾ (آل عمران۳/ ۵۰)

"اور تاکہ میں تمہارے لئے بعض ان چیزوں کو حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں۔"

زبور: جو اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام پر نازل فرمائی۔

صحیفے: یہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے۔

قرآن کریم: جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَٰتٍ مِّنَ ٱلْهُدَىٰ وَٱلْفُرْقَانِ ﴾

(البقرۃ۲/ ۱۸۵)

"جو انسانوں کے لئے رہنما ہے اور (اس میں لوگوں کے لئے) ہدایت کی واضح اور کھلی نشانیاں ہیں اور جو فرقان (حق کو باطل سے جدا کرنے والا) ہے۔"

قرآن تمام آسمانی کتب کا محافظ ہے اور اسکا محافظ اللہ ہے: قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

﴿ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ﴾

(المائدۃ۵/ ۴۸)

"جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان (کے مضامین) پر نگہبان ہے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سابقہ تمام کتابوں کو منسوخ فرما دیا اور بے ہودہ اور تحریف کرنے والوں کے مکرو فریب اور ہر قسم کی کجی سے اس کی حفاظت خود اپنے ذمہ لی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا ٱلذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُۥ لَحَـٰفِظُونَ ۝٩ ﴾ (الحجر ١٥/ ٩)

"بلاشبہ ذکر (قرآن) ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔"

کیونکہ وہ تا قیامت ساری مخلوق کیلئے دلیل اور حجت بن کر باقی و محفوظ رہے گا۔

سابقہ آسمانی کتابوں میں تحریف' کمی اور زیادتی کی چند مثالیں: جہاں تک سابقہ آسمانی کتابوں کا تعلق ہے تو وہ عارضی اور محدود مدت تک کے لئے نازل ہوئی تھیں جو بعد میں آنے والی آسمانی کتابوں کے نازل ہونے سے منسوخ ہو جاتی تھیں اور متاخر النزول کتابیں سابقہ کتب میں واقع ہونی والی تحریف و تغیر کی نشاندھی بھی کر دیا کرتی تھیں' کیونکہ وہ کتابیں تحریف و تبدل سے محفوظ نہیں رہیں' بلکہ ان میں کمی و بیشی جیسے تمام نقائص واقع ہوئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مِّنَ ٱلَّذِينَ هَادُوا۟ يُحَرِّفُونَ ٱلْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِۦ ﴾

(النساء٤/ ٤٦)

"جو لوگ یہودی ہوئے ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو الفاظ کو ان کی جگہ سے پھیر دیتے ہیں۔"

فرمایا:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ ٱلْكِتَـٰبَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَـٰذَا مِنْ عِندِ ٱللَّهِ لِيَشْتَرُوا۟ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ﴿٧٩﴾ ﴾ (البقرة٢/ ٧٩)

"پس ان لوگوں کے لئے ہلاکت اور تباہی ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھ کر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے' تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر لیں' ان کے ہاتھوں کا یہ لکھا بھی ان کے لئے تباہی کا سامان ہے اور ان کی یہ کمائی بھی ان کے لئے موجب ہلاکت ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ قُلْ مَنْ أَنزَلَ ٱلْكِتَـٰبَ ٱلَّذِى جَآءَ بِهِۦ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِ ۖ تَجْعَلُونَهُۥ قَرَاطِيسَ تُبْدُونَهَا وَتُخْفُونَ كَثِيرًا ۖ ﴾ (الأنعام٦/ ٩١)

"ان سے پوچھئے وہ کتاب جسے موسیٰ علیہ السلام لائے تھے جو تمام انسانوں کے لئے روشنی اور ہدایت تھی' اس کو کس نے اتارا تھا؟ تم نے اس کے کئی (الگ الگ) ورق بنا رکھے ہیں' اس (کے کچھ حصے) کو تم ظاہر

کرتے ہو اور اکثر کو چھپاتے ہو۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُۥنَ أَلْسِنَتَهُم بِٱلْكِتَٰبِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ ٱلْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُؤْتِيَهُ ٱللَّهُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحُكْمَ وَٱلنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا۟ عِبَادًا لِّى مِن دُونِ ٱللَّهِ ﴾ (آل عمران ۳/ ۷۸۔۷۹)

"اور ان (اہل کتاب) میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتاب کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے' حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور وہ جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ کسی انسان کے لائق نہیں کہ اللہ اس کو کتاب' حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کی بجائے میرے بندے بن جاؤ۔"

مزید فرمایا:

﴿ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ

وَيَعْفُوا۟ عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَٰبٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ يَهْدِى بِهِ ٱللَّهُ مَنِ ٱتَّبَعَ رِضْوَٰنَهُۥ سُبُلَ ٱلسَّلَٰمِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ بِإِذْنِهِۦ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٦﴾ لَّقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ مِنَ ٱللَّهِ شَيْـًٔا إِنْ أَرَادَ أَن يُهْلِكَ ٱلْمَسِيحَ ٱبْنَ مَرْيَمَ ۞

(المائدۃ۵/ ۱۵-۱۷)

"اے اہل کتاب یقیناً تمہارے پاس ہمارا (آخری) رسول پہنچ چکا ہے جو تمہارے سامنے کتاب اللہ کی بہت سی ایسی باتیں کھول کر بیان کر رہا ہے جنہیں تم چھپا رہے تھے' اور وہ بہت سی باتوں کو نظرانداز کر دیتا ہے' تحقیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس نور اور واضح کتاب آ چکی ہے' جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی رضا پر چلنے والوں کو سلامتی کے راستے دکھاتا ہے' اور اپنے حکم سے ان کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور ان کو سیدھے راستے پر چلاتا ہے' یقیناً کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے یہ کہا کہ عیسیٰ ابن مریم ہی اللہ ہے۔"

فصل پنجم

رسولوں پر ایمان

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف (انبیاء اور) رسول بھیجے ہیں۔

رسولوں کے بھیجنے کی حکمت: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ ﴾

(النساء٤/ ١٦٥)

"(یہ سارے رسول) خوشخبری دینے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجے گئے تھے) تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت اور دلیل باقی نہ رہے اور اللہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔"

سب سے پہلے رسول نوح علیہ السلام اور آخری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں: ہم اعتقاد

رکھتے ہیں کہ سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرمایا:

﴿ إِنَّآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ كَمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَىٰ نُوحٖ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعۡدِهِۦۚ ﴾ (النساء٤/ ١٦٣)

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔"

نیز فرمایا:

﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٖ مِّن رِّجَالِكُمۡ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَۗ ﴾ (الأحزاب٣٣/ ٤٠)

"اے لوگو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

صاحب عزم و فضل رسولوں کا تذکرہ: انبیاء و رسل کی جماعت میں سب سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر آپ کے بعد علی الترتیب حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' پھر حضرت نوح اور پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام کا مقام و مرتبہ ہے۔ یہی وہ پانچ رسول ہیں جو بالخصوص درج ذیل آیت میں مذکور ہیں:

﴿ وَإِذۡ أَخَذۡنَا مِنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مِيثَٰقَهُمۡ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٖ وَإِبۡرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ٱبۡنِ مَرۡيَمَۖ وَأَخَذۡنَا مِنۡهُم مِّيثَٰقًا غَلِيظٗا ۝٧ ﴾

(الأحزاب ۳۳/ ۷)

"اور جب ہم نے تمام پیغمبروں سے عہد لیا (بالخصوص) آپ سے' نوح' ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم (علیہم السلام) سے بھی اور ہم سب سے پختہ عہد لے چکے ہیں۔"

تمام شریعتوں سے افضل شریعت: ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت سابقہ تمام رسولوں کی شریعتوں کی جملہ خوبیوں پر محیط اور مشتمل ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ شَرَعَ لَكُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِۦ نُوحًا وَٱلَّذِىٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِۦٓ إِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰٓ ۖ أَنْ أَقِيمُوا۟ ٱلدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا۟ فِيهِ ۚ﴾ (الشوری ۴۲/ ۱۳)

"اس نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد!) ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا حکم ہم ابراہیم' موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو دے چکے ہیں۔ (وہ یہ ہے) کہ دین کو قائم کرو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔"

تمام رسول بشر' مخلوق اور اللہ کے بندے تھے: ہم ایمان رکھتے ہیں کہ سارے رسول بشر اور مخلوق تھے۔ ربوبیت کے خصائص میں سے کوئی چیز ان میں

موجود نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

﴿ لَآ أَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَآئِنُ ٱللَّهِ وَلَآ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّى مَلَكٌ ﴾ (الأنعام٦/ ٥٠)

"اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں' نہ ہی (یہ کہتا ہوں کہ) میں غیب کا علم رکھتا ہوں' اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔"

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ آپ یہ اعلان کریں:

﴿ لَآ أَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَآئِنُ ٱللَّهِ وَلَآ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ وَلَآ أَقُولُ لَكُمْ إِنِّى مَلَكٌ ﴾ (الأنعام٦/ ٥٠)

"میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں' میں غیب نہیں جانتا اور نہ ہی تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔"

اور یہ بھی فرمادیں کہ:

﴿ قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ﴾

(الأعراف٧/ ١٨٨)

"میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں' مگر جو اللہ چاہے۔"

پھر یہ بھی فرمادیں کہ:

﴿ قُلْ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ ٱللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِۦ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾ ﴾ (الجن۷۲/ ۲۱_۲۲)

"میں تمہارے لئے کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں نہ کسی بھلائی کا۔ آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے اللہ (کی گرفت) سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ ہی مجھے اس کے سوا کوئی جائے پناہ مل سکتی ہے۔"

اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ (حضرات انبیاء و رسل) اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالات سے مشرف فرمایا ہے اور ان کی مدح و تعریف کے اعلیٰ مقامات میں ان کے وصف عبودیت کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ﴿٣﴾ ﴾

(الأسراء۱۷/ ۳)

"اے ان لوگوں کی اولاد جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی پر) سوار کیا تھا اور بے شک نوح (ہمارے) شکر گزارے بندے تھے۔"

اور خاتم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿ تَبَارَكَ ٱلَّذِى نَزَّلَ ٱلْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِۦ لِيَكُونَ لِلْعَٰلَمِينَ نَذِيرًا ﴿١﴾ ﴾ (الفرقان۲۵/ ۱)

"نہایت ہی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تاکہ سارے جہان والوں کو ڈرائے۔"

اور دیگر رسولوں کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَٱذْكُرْ عِبَٰدَنَآ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ أُو۟لِى ٱلْأَيْدِى وَٱلْأَبْصَٰرِ ﴿٤٥﴾ ﴾ (ص۳۸/ ٤٥)

"اور ہمارے بندوں ابراہیم' اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) کا ذکر کرو' جو اہل قوت اور اصحاب نظر تھے۔"

اور داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

﴿ وَٱذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُۥدَ ذَا ٱلْأَيْدِ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ﴿١٧﴾ ﴾ (ص۳۸/ ١٧)

"اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے' جو بڑی قوتوں کے مالک اور (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔"

﴿ وَوَهَبْنَا لِدَاوُۥدَ سُلَيْمَٰنَ ۚ نِعْمَ ٱلْعَبْدُ ۖ إِنَّهُۥٓ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ ﴾ (ص۳۸/ ۳۰)

"اور ہم نے داؤد کو سلیمان (بیٹا) عطا کیا' وہ بہترین بندے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔"

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے:

﴿ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ ﴾ (الزخرف٤٣/ ٥٩)

"وہ تو ہمارے ایسے بندے تھے جن پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لئے (اپنی قدرت کا ایک) نمونہ بنایا۔"

اور ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی بعثت و رسالت پر سلسلہ رسالت ختم فرما دیا اور آپ ﷺ کو تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِىِّ ٱلْأُمِّىِّ ٱلَّذِى يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَكَلِمَٰتِهِۦ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾ ﴾ (الأعراف۷/ ۱۵۸)

"(اے محمد) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا پیغمبر ہوں جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے' وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ پس تم اللہ اور اس کے اُمی نبی اور رسول پر ایمان لاؤ' جو اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی پیروی اختیار کرو تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

نبی ﷺ کی شریعت ہی دین اسلام ہے: ہم یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت ہی دین اسلام ہے' جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے منتخب اور پسند فرمایا ہے اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی

کا کوئی دین و شریعت قابل قبول نہیں' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ ﴾(آل عمران۳/ ۱۹)

"اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا ۚ فَمَنِ ٱضْطُرَّ فِى مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣﴾ ﴾ (المائدة۵/ ۳)

"آج میں نے آپ کے دین کو آپ کے لئے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت آپ پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند فرمایا ہے۔"

مزید ارشاد ہے:

﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٨٥﴾ ﴾(آل عمران۳/ ۸۵)

"جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو اختیار کرنا چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔"

<u>اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو قبول کرنا کفر ہے</u>: ہمارا عقیدہ ہے کہ جو

شخص آج دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین مثلاً یہودیت و عیسائیت وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں معتبر اور مقبول جانے وہ کافر ہے۔ چنانچہ اس سے توبہ کرائی جائے گی' اگر وہ توبہ کر لے تو بہتر ورنہ اسے مرتد اور منکر قرآن سمجھ کر قتل کر دیا جائے گا۔

نبیؐ کی رسالت کے عالمگیر ہونے کا انکار تمام رسولوں کا انکار ہے: ہمارا عقیدہ ہے کہ جو شخص پوری کائنات و انسانیت کے لئے حضرت محمد ﷺ کی بعثت کا انکار کرے وہ تمام انبیاء اور رسل کا منکر ہے' حتی کہ وہ اس رسول کا بھی منکر ہے جس پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے کا وہ دعویدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ ﴾ (الشعراء٢٦/ ١٠٥)

"قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو سارے انبیاء و مرسلین کا منکر اور تکذیب کرنے والا ٹھہرایا ہے۔ جبکہ نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا۟ بَيْنَ ٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا۟ بَيْنَ ذَٰلِكَ

سَبِيلًا ﴿١٥٠﴾ أُولَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَـٰفِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿١٥١﴾ (النساء٤/ ١٥٠-١٥١)

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور وہ کفر و ایمان کے بیچ میں ایک راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں' وہ پکے کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

سید ولد آدم ہی صرف خاتم الانبیاء ہیں: ہم ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا جس نے آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا یا کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ بلاشبہ کافر ہے' کیونکہ وہ اللہ اس کے رسول اور امت اسلامیہ کے اجماع کا منکر ہے۔

خلفائے راشدین خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں: ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے خلفاء راشدین ہیں جو کہ آپ کی امت میں علم ودعوت اور خلافت میں آپ کے (صحیح) جانشین ہوئے۔ ان میں سب سے افضل اور خلافت کے اولین مستحق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں پھر ترتیب وار حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ ہے۔

اور وہ اسی مقام و فضیلت کی ترتیب کے مطابق ہی خلیفہ بنے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ خیرالقرون پر کسی ایسے شخص کو حکمران بنا دے جبکہ ان میں اس (حکمران) سے بہتر افضل اور خلافت کا زیادہ حق دار شخص موجود ہو۔ جبکہ اس کا ہر کام بلیغ حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

جزوی فضیلت سے مطلق فضیلت ثابت نہیں ہوتی: ہم اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ بعض دفعہ ان خلفاء میں سے مفضول (یعنی بعد والا خلیفہ) کسی جزوی فضیلت و خصوصیت ی وجہ سے اپنے سے افضل خلیفہ سے ممتاز اور فائق ہوتا ہے' لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ مطلق افضلیت کا مستحق ہے' کیونکہ فضل و کمال کے اسباب بہت اور متنوع ہیں۔

فضیلت درجات: ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ یہ امت (امت محمدیہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام امتوں سے بہتر اور زیادہ عزت و منزلت والی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِٱلْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۱۰)

"(اے مومنو) جتنی امتیں لوگوں میں پیدا کی گئی ہیں تم ان سب سے بہتر ہو' تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو' اور اللہ پر

ایمان رکھتے ہو۔"

ہم اس کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس امت کے بہترین لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں' پھر تابعین عظام اور پھر تبع تابعین ہیں

ایک طبقہ ہمیشہ حق پر قائم اور غالب رہے گا: اور اس امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم اور غالب رہے گی' ان کو بے یارومددگار چھوڑنے والا' یا ان کی مخالفت کرنے والا کوئی شخص ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا' تا آنکہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپہنچے۔

صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اجتہاد پر مبنی تھے: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو فتنے اور اختلاف رونما ہوئے ان کے بارے میں ہمارا ایمان ہے کہ وہ سب اجتہاد پر مبنی تاویل کی وجہ سے رونما ہوئے' سو اس میں جو حق پر تھا اس کو دو اجر ملیں گے اور جو غلطی پر تھا وہ ایک اجر کا مستحق ہوگا اور اس کی غلطی معاف کردی جائے گی۔

صحابہ کرام کے بارے میں سوء ادب سے پرہیز واجب ہے: ہم انتہائی ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کی برائی ان پر تنقید اور حرف گیری کرنے سے باز رہیں اوران کی ان اچھے الفاظ سے مدح سرائی کریں جس کے وہ مستحق تھے اور ان میں ہرایک کے متعلق ہم اپنے دلوں کو کینے اور بغض سے پاک اور صاف رکھیں۔ کیونکہ ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ ﴾

(الحدید۵۸/ ۱۰)

”تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا وہ (اور جس نے بعد میں یہ کام انجام دیا برابر نہیں ہو سکتے) یہ لوگ درجہ میں ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہیں' جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور جہاد کیا اور اللہ نے سب سے بھلائی (ثواب) کا وعدہ کر رکھا ہے۔“

اور ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٠﴾ ﴾ (الحشر۵۹/ ۱۰)

”اور ان لوگوں کے لئے بھی جو ان کے بعد آئے (اور وہ) دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفیق (اور) نہایت مہربان ہے۔“

فصل ششم

آخرت کے دن پر ایمان

ہم یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ قیامت کا دن ہے جس کے بعد کوئی دن نہ ہو گا۔ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے گا' پھر یا تو وہ ہمیشہ کے لئے نعمتوں کے گھر جنت میں رہیں گے یا دردناک عذاب کے گھر جہنم میں۔

بعث بعد الموت' نامہ اعمال اور موازین اعمال پر ایمان: ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں یعنی جب اللہ تعالیٰ مُردوں کو اسرافیل کے دوبارہ صور پھونکنے پر زندہ کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَنُفِخَ فِي ٱلصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِي ٱلْأَرْضِ إِلَّا مَن شَآءَ ٱللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ﴿٦٨﴾ ﴾ (الزمر ٣٩/ ٦٨)

"اور (جب) صور پھونکا جائے گا تو سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے بجز اس کے جس کو اللہ چاہے۔ پھر (جب) دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو فوراً سب کے سب کھڑے ہو کر

دیکھنے لگیں گے۔"

چنانچہ تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے پیر' ننگے جسم اور بغیر ختنہ کے رب العالمین کی طرف جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ارشاد ہے:

﴿ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَآ ۚ إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ ﴾ (الأنبياء٢١/ ١٠٤)

"جس طرح ہم نے پہلی بار (لوگوں کو) پیدا کیا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے' ہم ضرور (ایسا) کر کے رہیں گے۔"

اور ہم نامہ اعمال پر بھی پورا یقین رکھتے ہیں کہ وہ دائیں ہاتھ یا پشت کی جانب سے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ ارشاد ہے:

﴿ فَأَمَّا مَنْ أُوتِىَ كِتَٰبَهُۥ بِيَمِينِهِۦ ﴿٧﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿٨﴾ وَيَنقَلِبُ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ مَسْرُورًا ﴿٩﴾ وَأَمَّا مَنْ أُوتِىَ كِتَٰبَهُۥ وَرَآءَ ظَهْرِهِۦ ﴿١٠﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوا۟ ثُبُورًا ﴿١١﴾ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ﴿١٢﴾ ﴾

(انشقاق٨٤/ ٧۔١٢)

"تو جس کو اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے گا اس سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ خوشی خوشی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آئے گا اور جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا' وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ (جہنم) میں داخل ہو گا۔"

اور ارشاد ہے:

﴿ وَكُلَّ إِنسَٰنٍ أَلْزَمْنَٰهُ طَٰٓئِرَهُۥ فِى عُنُقِهِۦ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ كِتَٰبًا يَلْقَىٰهُ مَنشُورًا ﴿١٣﴾ ٱقْرَأْ كِتَٰبَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ ٱلْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ﴿١٤﴾ ﴾ (الإسراء١٧/ ١٣-١٤)

"اور ہم نے ہر انسان کا عمل (قسمت) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے اور قیامت کے دن ہم اسے (ایک) کتاب (نامہ اعمال) نکال دکھائیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا (کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔"

اور ہم موازین اعمال پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو قیامت کے روز رکھے جائیں گے' پھر کسی پر ذرہ برابر ظلم و زیادتی نہ ہو گی۔ ارشاد ہے:

﴿ فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُۥ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُۥ ﴿٨﴾ ﴾ (الزلزال٩٩/ ٧-٨)

"سو جو کوئی ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی ہو گی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا۔"

اور فرمایا:

﴿ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَٰزِينُهُۥ فَأُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ خَسِرُوٓا۟ أَنفُسَهُمْ فِى جَهَنَّمَ خَٰلِدُونَ ﴿١٠٣﴾ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ ٱلنَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَٰلِحُونَ ﴿١٠٤﴾ ﴾

(المؤمنون۲۳/ ۱۰۲۔۱۰۴)

"تو جن لوگوں کے اعمال بھاری ہوں گے' وہ کامیاب ہوں گے اور جس کا پلہ ہلکا ہو گا سو یہ لوگ وہ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا' وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی اور اس میں وہ بدشکل بنے ہوں گے۔"

نیز فرمایا:

﴿ مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا ۖ وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَىٰٓ إِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ ﴾ (الأنعام٦/ ١٦٠)

"جو کوئی (اللہ تعالیٰ کی ہاں ایک) نیکی لے کر آئے گا اس کو اس جیسی دس نیکیاں ملیں گی اور جو کوئی بدی لے کر آئے گا اس کو بس اس کے برابر ہی بدلہ ملے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔"

خصوصی اور عمومی شفاعت: ہم ایمان رکھتے ہیں کہ شفاعت کبریٰ کا اعزاز صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہو گا' چنانچہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کے حضور (لوگوں کے لئے) شفاعت کریں گے' تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ صادر فرما دے' یہ اس وقت ہو گا جب لوگ ناقابل برداشت پریشانی اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے' چنانچہ وہ یکے بعد دیگرے حضرت آدم' حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ

ﷺ اور پھر آخر میں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے' تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ان کی شفارش کریں گے۔

اور اسی طرح ہم آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام' ملائکہ اور مومنین کی شفاعت کے بھی قائل ہیں جو وہ اللہ کے حضور (ان) ایمانداروں کو جہنم سے نکالنے کے لئے کریں گے (جو اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں داخل ہو چکے ہوں گے۔)

اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مومنین کی ایک بڑی تعداد کو بغیر کسی سفارش کے دوزخ سے نکالے گا۔

نبی اکرم ﷺ کے حوض کوثر پر ایمان: ہم رسول اللہ ﷺ کے حوض پر بھی پورا یقین رکھتے ہیں' جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید' شہد سے زیادہ شیریں اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار ہو گا۔ اس کا طول و عرض ایک ماہ کی مسافت کے برابر ہو گا۔ اس کے پیالے حسن و جمال اور کثرت تعداد میں آسمان کے ستاروں کی طرح ہوں گے اور امت محمدیہ کے ایماندار وہاں پانی پیئں گے' جس نے ایک بار اس کا پانی پی لیا وہ کبھی پیاسا نہیں ہو گا۔

پل صراط پر ایمان: ہمارا ایمان ہے کہ جہنم پر "پل صراط" نصب ہو گا' لوگ اپنے اعمال کے مطابق اس سے گزریں گے' پہلے درجے کے لوگ بجلی کی چمک کی طرح (نہایت تیزی سے) گزر جائیں گے پھر علی الترتیب ہوا اور پرندوں کی

طرح گزر جائیں گے جبکہ بعض تیز دوڑ کر نکل جائیں گے اور نبی کریم ﷺ پل صراط پر کھڑے یہ دعا کرتے ہوں گے "اے اللہ! سلامت رکھ' سلامت رکھ" اور جب بندوں کے اعمال کمزور پڑ جائیں گے (اور گزرنا دشوار ہو جائے گا) تو آخر میں ایسے آدمی آئیں گے جو پیٹ کے بل رینگتے ہوئے گزریں گے اور پل صراط کے دونوں کناروں پر کچھ کنڈیاں اور آنکڑے لٹکے ہوئے ہوں گے اور حکم الٰہی کے تابع ہوں گے' جس کو پکڑنے کا حکم ہو گا اس کو پکڑ لیں گے۔ کچھ لوگ خراشوں سے زخمی ہو کر نجات پا جائیں گے اور بعض لوگ دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے اور کتاب و سنت میں اس دن کی جو خبریں اور ہولناکیاں مذکور ہیں ہم ان سب کو تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس دن کی ہولناکی سے نجات دے اور ہماری مدد فرمائے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اہل جنت کے جنت میں داخلہ کے لئے نبی کریم ﷺ کی سفارش برحق اور آپ کے ساتھ مخصوص ہے۔

جنت اور دوزخ پر ایمان: ہم جنت اور دوزخ پر ایمان کامل رکھتے ہیں۔ جنت نعمتوں کا گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں اور پرہیزگاروں کے لئے تیار کر رکھا ہے اس میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں' جو کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ ﴾ (السجدة ٣٢/ ١٧)

"سو کسی کو علم نہیں کہ ان کی آنکھوں کی کیسی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے جو وہ کرتے رہے۔"

دوزخ عذابوں کا گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کافروں اور ظالموں کے لئے بنایا ہے اس میں ایسا عذاب اور عبرت ناک سزائیں ہیں جن کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ارشاد ہے:

﴿ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظَّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا۟ يُغَاثُوا۟ بِمَآءٍ كَٱلْمُهْلِ يَشْوِى ٱلْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ ٱلشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ ﴾ (الكهف ١٨/ ٢٩)

"ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیرے ہوئے ہوں گی اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کی طرح چہروں کو بھون ڈالے گا' پانی بھی برا اور آرام گاہ بھی بری۔"

جنت اور جہنم اس وقت بھی موجود ہیں' ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ ارشاد ہے:

﴿ وَمَن يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ وَيَعْمَلْ صَٰلِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا

﴿ٱلْأَنْهَـٰرُ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ ٱللَّهُ لَهُۥ رِزْقًا ﴿١١﴾﴾

(الطلاق ٦٥/ ١١)

"اور جو کوئی اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا (اللہ) اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے' بے شک اللہ نے ایسے شخص کا بہت ہی اچھا رزق بنایا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَعَنَ ٱلْكَـٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِى ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَـٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا۠ ﴿٦٦﴾﴾

(الأحزاب ٣٣/ ٦٤-٦٦)

"بے شک اللہ نے کافروں کو رحمت سے دور کر دیا ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے' کوئی دوست پائیں گے نہ مددگار۔ جس روز ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے' کہیں گے: اے کاش! ہم اللہ کی اطاعت اور رسول کی فرمانبرداری کرتے۔"

اہل ایمان کیلئے جنت اور کافروں کیلئے جہنم کی گواہی: * ہم ہر اس

شخص کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں جس کے لئے قرآن و سنت نے نام یا اوصاف بیان کر کے جنتی ہونے کی گواہی دی ہے۔

چنانچہ نام لے کر جن کے جنتی ہونے کی گواہی دی گئی ان میں حضرت ابوبکر' حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی اور چند دیگر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں جن کا نام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے' ہم ان سب کے جنتی ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور صفات کے اعتبار سے ہم ہر مومن اور متقی کے لئے جنت کی گواہی دیتے ہیں۔

* اور اس کے برعکس ہم ہر اس شخص کے دوزخی ہونے کی گواہی دیتے ہیں جس کو قرآن و سنت نے نام سے یا اوصاف سے دوزخی قرار دیا ہے۔

چنانچہ نام کے تعین کے اعتبار سے ابو لہب اور عمرو بن لحی الخزاعی وغیرہ کے دوزخی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

اور اوصاف کی بناء پر ہم ہر کافر' شرک اکبر کے مرتکب اور منافق کے دوزخی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

قبر کی نعمتوں اور عذاب پر ایمان: ہم قبر کے فتنے یعنی میت سے (منکر نکیر کے) سوالات کو بھی برحق مانتے ہیں جو وہ میت سے اس کے رب' دین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کریں گے۔ ارشاد ہے:

﴿ يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا

وَفِي ٱلۡأٓخِرَةِۖ﴾ (ابراهيم١٤/ ٢٧)

"اللہ ایمان والوں کو پکی بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم اور مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں (بھی رکھے گا)"

چنانچہ مسلمان کہے گا "میرا رب اللہ اور میرا دین اسلام ہے' اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔"

مگر کفار اور منافقین اس کے جواب میں یہ کہیں گے "ہم کچھ نہیں جانتے' ہم نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا سو ہم نے بھی کہہ دیا۔

اور ہم مومنین کے لئے قبر میں نعمتوں کے برحق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ ارشاد ہے:

﴿ ٱلَّذِينَ تَتَوَفَّىٰهُمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَٰمٌ عَلَيۡكُمُ ٱدۡخُلُواْ ٱلۡجَنَّةَ بِمَا كُنتُمۡ تَعۡمَلُونَ ﴿٣٢﴾ ﴾ (النحل١٦/ ٣٢)

"جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں اور وہ (کفرو شرک سے) پاک ہوتے ہیں تو وہ (فرشتے) انہیں سلام کہتے ہوئے (یہ کہتے ہیں کہ) تم اپنے اعمال کے سبب جنت میں داخل ہو جاؤ۔"

اسی طرح ہم کافروں اور ظالموں کے لئے قبر کے عذاب پر یقین رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَوۡ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّٰلِمُونَ فِي غَمَرَٰتِ ٱلۡمَوۡتِ وَٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓاْ أَيۡدِيهِمۡ أَخۡرِجُوٓاْ أَنفُسَكُمُۖ ٱلۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ

ٱلْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ ءَايَٰتِهِۦ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾ (الأنعام٦/ ٩٣)

"اے کاش! آپ اس وقت کو دیکھیں جب (یہ) ظالم موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں گے اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لئے) اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ اپنی جانیں نکالو' آج تمہیں ذلت کے عذاب کا بدلہ ملے گا' اس لئے کہ تم اللہ پر جھوٹ اور ناحق باتیں باندھا کرتے تھے اور اس کی آیات سے تکبر کیا کرتے تھے۔"

غیبی امور دنیاوی مشاہدات پر قیاس: ہر صاحب ایمان ایماندار پر فرض ہے کہ ان غیبی باتوں کے متعلق جو کتاب و سنت سے ثابت ہیں ان پر ایمان اور یقین رکھے اور دنیا میں جو کچھ مشاہدہ کر رہا ہے اس سے ٹکراؤ کی شکل پیدا نہ کرے اس سلسلہ میں بہت سی مشہور و معروف احادیث وارد ہیں۔ کیونکہ اخروی امور کو دنیاوی امور پر قیاس کرنا جائز نہیں ہے' اس لئے کہ ان کے درمیان بڑا واضح فرق ہے۔ واللہ المستعان

فصل ھفتم

تقدیر پر ایمان

ہم اچھی اور بری تقدیر پر پورا یقین رکھتے ہیں اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سابقہ علم اور بتقاضائے حکمت کائنات کی ہر چیز کا (اس کے وجود سے قبل ہی) اندازہ مقرر فرمایا ہے۔

ایمان بالقدر کے چار مراتب

① علم: ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز سے باخبر ہے جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اور جو ہو گا' ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ اپنے ازلی اور ابدی علم کے ذریعے سے جانتا ہے۔ اس کے علم میں جہل کا کوئی شائبہ نہیں کہ تجدید کی ضرورت پیش آئے اور نہ ہی اسے علم کے بعد سہو و نسیان لاحق ہوتا ہے (کہ دوبارہ حصول علم کی حاجت ہو یعنی نہ اس کے علم کی کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہاء)

② **کتابت:** ہمارا ایمان کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک رونما ہونے والی ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِى ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِى كِتَـٰبٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾﴾ (الحج ٢٢/ ٧٠)

"کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ سب کچھ ایک کتاب میں (درج) ہے اور یہ سب اللہ کے لئے آسان ہے۔"

③ **مشیئت الٰہی:** ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے' سب مشیئت الٰہی کا نتیجہ ہے اور اس کی مشیئت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ پس وہی ہوا جو اللہ نے چاہا اور جو اللہ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔

④ **تخلیق:** ہم ایمان رکھتے ہیں کہ:

﴿ٱللَّهُ خَـٰلِقُ كُلِّ شَىْءٍ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ وَكِيلٌ ﴿٦٢﴾ لَّهُۥ مَقَالِيدُ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۗ﴾ (الزمر ٣٩/ ٦٢-٦٣)

"اللہ ہر چیز کا خالق اور ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں بھی اسی کے پاس ہیں۔"

ان مراتب تقدیر میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں' یا بندوں کی طرف سے صادر ہوں۔ چنانچہ بندوں سے جو بھی اقوال و

افعال صادر ہوتے ہیں یا جن کاموں کو وہ ترک کرتے ہیں' وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور اس کے پاس لکھے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیئت سے ان کو پیدا کیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿لِمَن شَآءَ مِنكُمۡ أَن يَسۡتَقِيمَ ۝٢٨ وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ۝٢٩﴾ (التکویر۸۱/ ۲۸۔۲۹)

"(یہ اس کے لئے ہے جو) تم میں سے سیدھا چلنا چاہے اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے' جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔"

اور فرمایا:

﴿وَلَوۡ شَآءَ ٱللَّهُ مَا ٱقۡتَتَلُواْ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَفۡعَلُ مَا يُرِيدُ ۝٢٥٣﴾

(البقرہ۲/ ۲۵۳)

"اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ہرگز نہ لڑتے مگر اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿وَلَوۡ شَآءَ ٱللَّهُ مَا فَعَلُوهُۖ فَذَرۡهُمۡ وَمَا يَفۡتَرُونَ ۝١٣٧﴾

(الأنعام۶/ ۱۳۷)

"اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔ سو آپ انہیں چھوڑ دیں کہ وہ اپنی افترا پردازیوں میں لگے رہیں۔"

نیز فرمایا:

﴿ وَٱللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ ﴾ (الصافات ٣٧/ ٩٦)

"حالانکہ تم کو اور جو تم کرتے ہو سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔"

بندے کا اپنے اعمال پر اختیار و قدرت: ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو قدرت اور اختیار دے رکھا ہے' چنانچہ اسی قدرت و اختیار کی وجہ سے ہی بندہ کوئی کام انجام دیتا ہے۔

بندے کے صاحب اختیار ہونے کے دلائل: اس بات کے دلائل کہ بندے کے کام اس کی قدرت و اختیار سے انجام پاتے ہیں' مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

﴿ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ ﴾ (البقرہ ٢/ ٢٢٣)

"اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔"

اور فرمایا:

﴿ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً ﴾ (التوبة ٩/ ٤٦)

"اگر واقعی وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو وہ اس کے لئے کچھ تیاری کرتے۔"

مذکورہ دو آیات میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو مکمل ارادہ و مشیئت کا مالک ٹھہرایا ہے۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اوامر و نواہی کا مکلف ٹھہرایا ہے' اگر بالفرض وہ اختیار و قدرت کے مالک نہ ہوتے تو ایسی چیزوں کا مکلف کرنا ان کے حق میں تکلیف مالا یطاق شمار ہوتا اور یہ ایسی چیز ہے جو درج ذیل آیت میں مذکور اللہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت اور اس کی سچی خبر کے منافی ہے۔ ارشاد ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ (البقرہ۲/ ۲۸٦)

"اللہ تعالیٰ کسی متنفس کو اس کی قدرت و طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔"

تیسری دلیل: اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکو کاروں کی نیکی کی تعریف اور برے لوگوں کے برے اعمال کی مذمت کرنا اور پھر ان میں سے ہر ایک کو جس کا وہ مستحق ہے بدلہ دینا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ صاحب اختیار و قدرت ہے۔

اگر بندے کے اعمال و افعال اس کے دائرہ قدرت و اختیار میں نہ ہوتے تو اچھے اعمال بجا لانے والے کی تعریف بے کار اور لغو اور برے کی برائی کا بدلہ اس پر ظلم اور زیادتی قرار پاتا' جبکہ اللہ تعالیٰ لغو باتوں اور ظلم و زیادتی سے پاک اور مبرا ہے۔

چوتھی دلیل: اللہ تعالیٰ نے (ہر دور اور ہر قوم میں) درج ذیل مقصد کے لئے انبیاء مبعوث فرمائے۔ چنانچہ ارشاد گرامی ہے:

﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ ٱلرُّسُلِ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ ﴾

(النساء٤/ ١٦٥)

"(سب) رسولوں کو (اللہ تعالیٰ نے) خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تا کہ ان کے مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت باقی نہ رہے۔"

اگر بندوں کے اعمال ان کے ارادہ و اختیار سے نہ ہوتے تو رسولوں کو بھیجنے سے ان کی حجت باطل نہ ہوتی۔

پانچویں دلیل: ہر کام کرنے والا کام کرتے یا چھوڑتے وقت اپنے آپ کو ہر قسم کے جبرواکراہ سے آزاد محسوس کرتا ہے چنانچہ وہ محض اپنے ارادے سے کھڑا ہوتا ہے' بیٹھتا ہے' آتا جاتا ہے' سفراور اقامت اختیار کرتا ہے اور کسی کا کوئی دباؤ محسوس نہیں کرتا۔

بلکہ حقیقت میں وہ ان کاموں میں جنہیں وہ اپنی مرضی و اختیار یا کسی دباؤ اور اکراہ کے نتیجے میں آتا ہے' فرق محسوس کرتا ہے۔

اسی طرح شریعت نے بھی احکام کے اعتبار سے ان دو طرح کے اعمال (اختیار یا اکراہ) کے درمیان فرق کیا ہے۔ چنانچہ حقوق اللہ سے متعلق بندہ جو اعمال اکراہ یا دباؤ میں آکر کر گزرتا ہے' اس پر کوئی مواخذہ اور گرفت نہیں

ہوتی۔

معصیت و نافرمانی پر تقدیر کا سہارا غلط ہے: ہمارے خیال میں کسی گناہ گار کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے گناہ پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو حجت پکڑے' کیونکہ گناہ گار معصیت کا اقدام کرتے وقت بااختیار ہوتا ہے اور اسے اس بات کا قطعاً علم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں یہی مقرر کر رکھا ہے' کیونکہ نوشتہ تقدیر کا علم' اعمال کے واقع ہونے کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ﴾ (لقمان ۳۱/ ۳٤)

"اور کسی تنفس کو کچھ علم نہیں کہ وہ کل کیا کمائے گا۔"

پھر ایسی چیز سے دلیل پکڑنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے' اقدام کرتے وقت جس کا علم خود دلیل پکڑنے والے کو حاصل نہیں ہوتا جس کو وہ بطور عذر کے اس کام کے اقدام پر جواز کیلئے پیش کر رہا ہے؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دلیل کو اپنے ذیل کے ارشاد سے باطل قرار دیا ہے:

﴿ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ ﴾

(الأنعام٦/ ١٤٨)

"عنقریب مشرک لوگ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہی ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ ایسے ہی ان لوگوں نے جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے' یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزا چکھ لیا۔ ان سے کہئے کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے؟ (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو۔ تم تو محض گمان کے پیچھے دوڑ رہے ہو اور قیاس آرائیاں کر رہے ہو۔"

ہم قضاوقدر کو حجت بنا کر معصیت کا ارتکاب کرنے والے سے کہیں گے تم تقدیر پر اعتماد کر کے عبادت و اطاعت کا راستہ کیوں نہیں اختیار کرتے؟ یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں یہی لکھا ہے۔ اس لحاظ سے معصیت اور اطاعت میں کوئی فرق نہیں ہے' کیونکہ فعل کے صادر ہونے سے قبل لاعلمی میں یہ دونوں آپ کے لئے برابر ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو یہ خبر دی کہ:

«مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ، أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ، أَفَلاَ نَتَّكِلُ؟ قَالَ اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ» (بخاري: كتاب التفسير، ح: ٤٩٤٦)

"تم میں سے ہر شخص کی جگہ جنت یا دوزخ میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کیا ہم عمل ترک کر کے اپنے

لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کر لیں۔ فرمایا نہیں' عمل کرو' کیونکہ جو شخص جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے اس کام کو آسان بنا دیا گیا ہے۔"

اسی طرح ہم قضا و قدر کو دلیل بنا کر گناہ کرنے والے سے کہیں گے اگر تم مکہ مکرمہ جانے کا اردہ رکھتے ہو اور تمہاری نظر میں اس کے دو ہی راستے ہوں اور آپ کو کوئی بااعتماد آدمی خبر دے کہ ان دو راستوں میں سے ایک راستہ دشوار گزار اور خطرناک ہے اور دوسرا راستہ آسان' پر امن اور محفوظ ہے' تو یقیناً تم دوسرا راستہ اختیار کرو گے اور یہ ممکن نہیں کہ آپ یہ کہتے ہوئے پہلے خطرناک راستے پر چل نکلیں کہ میری تقدیر میں یہی لکھا ہے اور اگر ایسا کریں گے تو لوگ آپ کو احمق اور بے وقوف سمجھیں گے۔

اور اسی طرح ہم ایسے شخص سے یہ سوال کریں گے کہ اگر آپ کو دو ملازمتوں کی پیشکش کی جائے' ان میں ایک بڑی تنخواہ والی ہو تو ظاہر ہے کہ آپ کم تنخواہ والی کی بجائے بڑی تنخواہ والی کو حاصل کرنا زیادہ پسند کریں گے' اسی طرح آخرت کے اعمال کے سلسلہ میں تقدیر کو سہارا بنا کر کم اجرت والی چیز کو آپ کیوں اختیار کرتے ہیں؟

اور ہم اسے یہ بھی کہیں گے کہ جب تمہیں کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے تو علاج معالجہ کے لئے ہر طرح کے ڈاکٹر کے پاس جاتے ہو آپریشن اور تلخ دوائیں استعمال کرنے کی مصیبتیں جھیلتے ہو تو پھر اس طرح کی کاوش وکوشش معصیت

سے بیمار دل کے علاج و معالجہ کے لئے کیوں نہیں کرتے؟

شر کی نسبت اللہ کی طرف نہیں کی جا سکتی: ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کمال رحمت و حکمت کے سبب شر کی نسبت اس کی طرف نہیں کی جا سکتی۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ»(مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، ح:۲۰۱)

"(اے اللہ) تیری طرف شر (منسوب) نہیں ہو سکتا۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں شر کا پہلو قطعاً موجود نہیں' اس لئے کہ وہ (تقدیر) اللہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت سے صادر ہوتی ہے۔

شر قضاء میں نہیں مقتضیات میں سے ہے: البتہ تقدیر کے مقتضیات و نتائج میں شر واقع ہوتا ہے (جو لوگوں سے صادر ہوتے ہیں) اسکی دلیل دعائے قنوت کا وہ جملہ ہے جو آنحضرت ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سکھایا تھا' وہ یہ ہے:

«وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ»

"(اے اللہ!) مجھے اس بری چیز کے شر سے محفوظ رکھ جس کا تو نے فیصلہ فرما دیا ہے۔"

اس میں رسول اللہ ﷺ نے شر کی اضافت قضاوقدر کے مقتضی کی طرف فرمائی ہے' نیز تقدیر کے مقتضیات میں بھی شر خالص نہیں ہوتا' بلکہ بعض اعتبار سے شر ہوتا ہے اور بعض اعتبار سے خیر۔ یا وہ ایک جگہ شر پر ہوتا ہے تو دوسری

جگہ خیر۔

چنانچہ روئے زمین کی مصیبتیں مثلاً قحط سالی' بیماری' غریبی اور خوف و خطر جیسی چیزیں شر شمار کی جاتی ہیں' لیکن بعینہ یہی چیزیں بعض دوسرے مقامات پر کسی اور نقطہ نظر سے خیروبرکت تصور کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ظَهَرَ ٱلْفَسَادُ فِى ٱلْبَرِّ وَٱلْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِى ٱلنَّاسِ لِيُذِيقَهُم بَعْضَ ٱلَّذِى عَمِلُوا۟ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ ﴾

(الروم ۳۰/ ۴۱)

"خشکی اور تری میں لوگوں کے کرتوت کے سبب فساد پھیل گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے شاید کہ یہ باز آ جائیں۔"

اسی طرح چور کے ہاتھ کاٹنے اور شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے کی سزا بظاہر چور اور زانی کے حق میں ہاتھ کٹ جانے اور جان کے چلے جانے کی وجہ سے شر نظر آتی ہے' لیکن یہی چیز ان دونوں کیلئے دوسرے پہلو سے خیر اور بھلائی کا سبب ہے۔ کیونکہ یہ سزا ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ان کیلئے دنیا اور آخرت کی سزا کو جمع نہیں فرمائے گا (بشرطیکہ دل سے توبہ کی ہو۔)

نیز یہ سزا اس اعتبار سے بھی خیر ہے کہ اس سے دوسرے انسانوں کی جان' مال' عزت و آبرو اور نسب کی حفاظت بھی ہوتی ہے اور یہ خیر کا بہت بڑا پہلو ہے۔

فصل ھشتم

عقیدہ کے عظیم الشان فوائد و ثمرات

عظیم الشان اصولوں پر مبنی یہ بلند پایہ عقیدہ اپنے معتقدین کے لئے بہت سے عظیم الشان ثمرات کا حامل ہے۔

1 **ایمان باللہ** : اللہ کی ذات پاک اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت پیدا کرتا ہے جو اس کے احکام و اوامر کو بجالانے اور اس کی نواہی سے باز رہنے کا سبب و موجب ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری اور اس کے منہیات سے اجتناب اور بیزاری سے فرد اور معاشرے کو دنیا اور آخرت میں کامل سعادت اور راحت حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾ ﴾ (النحل١٦/ ٩٧)

”جو نیک عمل کرے گا‘ مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہو

گا' تو ہم اسے (دنیا میں) ضرور ایک پاکیزہ (اور آرام کی) زندگی عطا کریں گے اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔"

2 فرشتوں پر ایمان: ① ان کے خالق کی عظمت' قوت اور اقتدار کا علم۔
② بندوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے شکر و امتنان کا احساس کہ اس نے ان کی دیکھ بھال' ان کے اعمال کو احاطہ تحریر میں لانے اور دوسری مصالح کے لئے اس برگزیدہ مخلوق فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے۔
③ بندوں کی فرشتوں کے لئے محبت' کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو بخیر و خوبی انجام دے رہے ہیں اور مومنین کے لئے دعا و استغفار کر رہے ہیں۔

3 ایمان بالکتب: ① بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کا علم' کہ اس نے ہر قوم کے لئے ایک مستقل کتاب نازل فرمائی جو ان کو راہ حق کی طرف رہنمائی کرتی رہی۔
② اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ظہور' کہ اس نے ان کتابوں میں ہر امت کے لئے ایسی شریعت نازل فرمائی جو اس کے مناسب حال تھی اور ان آسمانی کتابوں کی آخری کڑی قرآن عظیم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تا قیامت ہر زمان و مکان میں پوری کائنات کے لئے نہایت مناسب اور موزوں بنا کر نازل فرمایا۔

③ اس پر اللہ جل شانہ کی نعمت کا شکر۔

4 ایمان بالرسل: ① مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کا علم و یقین' کہ اس نے ان کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔

② اس نعمت کبریٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر۔

③ رسولوں کی محبت و احترام اور ان کی شایان شان تعریف و مدح' کیونکہ یہ پاک طینت حضرات اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور اس کے مخصوص بندے ہیں' جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت' اس کی رسالت کی تبلیغ کی اور اس کے بندوں کو نصیحت کا فریضہ بخوبی انجام دیا اور اس سلسلہ میں پہنچنے والی ہر تکلیف و پریشانی پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔

5 یوم آخرت پر ایمان: ① اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جذبہ اور اس دن کے اجروثواب کی طلب و رغبت نیز اس دن کے عذاب و عقاب کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دوری اور بیزاری۔

② دنیا کے مال و متاع کے حصول میں ناکامی پر ایمانداروں کے لئے آخرت کی نعمتوں اور اجروثواب کی صورت میں امید اور تسلی۔

6 ایمان بالقدر: ① اسباب کو اختیار کرتے وقت اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور یقین کرنا' کیونکہ سبب اور مسبب دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر پر موقوف ہوتے ہیں۔

② طبعی راحت اور اطمینان قلب کا احساس و شعور' اس لئے کہ جب بندے کو اس بات کا علم و یقین ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ منجانب اللہ اور اس کی قضا و قدر سے ہے اور ناپسندیدہ چیز لامحالہ واقع ہونے والی ہے تو اس کی طبیعت کو راحت اور اس کے دل کو سکون و اطمینان حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی و مطمئن ہو جاتا ہے' اس شخص سے بڑھ کر آرام دہ زندگی' طبعی راحت اور دلی سکون کس کو حاصل ہو سکتا ہے جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہو؟

③ حصول مقصد کے بعد خودپسندی کا ازالہ' کیونکہ اس نعمت اور مقصد کا حصول اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور تقدیر میں خیروکامیابی کے اسباب فراہم ہونے کے نتیجہ میں ہے۔ چنانچہ بندہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور خود پسندی سے باز رہتا ہے۔

④ مقصد میں ناکامی یا مصیبتوں سے دوچار ہونے کے وقت قلق و اضطراب کا شکار نہیں ہوتا' کیونکہ یہ اس اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک و بادشاہ ہے اور یہ بہرحال ہو کر رہے گا۔ چنانچہ وہ اس پر صبر کرتا ہے اور اجر و ثواب کا امیدوار رہتا ہے۔ اور اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے درج ذیل ارشاد میں اشارہ فرمایا ہے:

﴿مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِيٓ أَنفُسِكُمۡ إِلَّا فِي كِتَٰبٖ مِّن قَبۡلِ أَن نَّبۡرَأَهَآۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٞ ﴿٢٢﴾

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾ (الحدید ۵۷/ ۲۲-۲۳)

"کوئی مصیبت ملک یا خود تمہاری جانوں پر نہیں پڑتی' مگر پہلے اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں' ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے' یہ کام اللہ کے لئے آسان ہے تا کہ جو چیز تم سے جاتی رہی اس پر (اتنا) رنج نہ کرو اور جو چیز اس نے تمہیں دی ہے اس پر نہ اتراؤ اور اللہ کسی اترانے (اور) شیخی کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔"

اور آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اس عقیدہ پر ثابت قدم رکھے اور اس کے فوائد و ثمرات سے مکمل طور پر بہرہ ور فرمائے اور اپنے مزید فضل و کرم سے نوازے اور ہدایت یاب کرنے کے بعد ہمارے دلوں کو ہر قسم کی کجی سے محفوظ فرمائے اور ہمارے لئے اپنی رحمتوں کا دروازہ کھول دے۔ یقیناً وہ بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

وَالْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ